

١٣٣٧ هـ

جلي النص

في أماكن الرخص

شيخ الإسلام إمام أهل السنة والجماعة العلامة المجدد

الإمام أحمد رضا خان الحنفي القادرى البريلوى

١٢٧٢ - ١٣٤٠ هـ



ضروری نوٹ



فتاویٰ رضویہ شریف کا دوسرا ایڈیشن علامہ مفتی عبد القیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے شاگرد رشید علامہ حافظ عبد التاریخ سعیدی حفظہ اللہ تعالیٰ کی سرپرستی میں رضا فاؤنڈیشن لاہور نے 30 صفحیں جلدیوں میں شائع کیا تھا جس میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رضی اللہ عنہ کے 206 رسائل بھی شامل کر دئے گئے تھے۔ اس مطبوعہ فتاویٰ کا مصورہ یعنی ڈیجیٹل Digital نسخہ (PDF) بھی بعض حضرات کی کاموں سے اثرنیٹ پر فراہم کر دیا گیا ہے۔ اسی PDF سے یہ رسالہ ماخوذ ہے اور رضوی پرنس (Ridawi Press) نے محض اخراج کا کام کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام علماء کرام اور ان کے معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے جن کی انتہک کوششوں کا نتیجہ تھا کہ فتاویٰ رضویہ کا جدید ایڈیشن منظر عام پر آیا۔ دعاوں کے حقدار وہ حضرات بھی ہیں جن کے مسامی جیلے کے سبب فتاویٰ مبارکہ کے (PDF) تک ہر خاص و عام کی رسائی ہوئی جزاً حم الْجَزَاء

رسالہ

جَلِي النَّصْ فِي أَمَكْنَ الرَّخْصِ

١٣

٣٤

(مقاماتِ رخصت کے بیان میں واضح نص)

مشتملہ بعض اوقات بعض متواعدات میں رخصت طی ہے ان کی اجمالی تفصیل کیا ہے ؟

بسم اللہ الرحمن الرحيم ، الحمد لله الذي
بعث نبیتنا صلی الله تعالیٰ علیہ وسالم بشریعۃ سمحۃ سهلۃ
غراء بیضاء لیلها کنه اسرها
وافضل الصلوۃ و اکمل السلام
علی من احل لنا الطیبات
و حمد علینا الخبائث و دفع
عننا مآفات علی الامم
الحالیة من الاصر و
الاغلال و اونارها و علو
الله و صحبہ و اولیائہ
و حزبہ الذین جعلهم

الله تعالیٰ کے نئے ہے کہ جس نے ہمارے نبی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایسی شریعت دے کر بھیجا
جو کشاہ، نرم، آسان اور بے حد روشن ہے جس
کی راتِ دن کی طرح ہے، اور عدہ درود اور
سب سے زیادہ کامل سلام اُن پر نازل ہو کہ
جنہوں نے ہمارے نئے پاک اور ستری چیزوں
حلال فرمادیں، اور گندی چیزوں پر حرام کر دیں۔
اور جو بوجھ، طوق اور گناہ گزشتہ امتوں کے ذائقے
کھتے وہ ہم سے اتاردیئے۔ اور اُن کی اولاد،
صحابہ، دوست اور ان کے گروہ پر بھی (درود و

سلام ہو) جن کو ان کے پروردگار نے درمیان امت بتایا۔ پھر انہوں نے حق بیان فرمایا اور اضافت قاتم کیا۔ اور شریعت کے فیضات و انوار کی وجہ سے کامیاب ہوئے، پھر ان کی وجہ سے ہم پر اور ان کے لئے اور ان کے اندر، امین!

ہمیشہ ہمیشہ رہے۔ قربانی کے اوٹوں کے بال اور مینڈھوں کی اون و بکریوں کے بالوں کی تعداد کے مطابق رہے۔ یا اللہ! ہماری اس دعا کو شرف قبولیت سے نواز دے۔ (ت)

اما بعده، یہ چند سطور کا شفہہ استور یعنی الغفور لامعنة النور (چند سطریں پر وہ اٹھانے والی، گناہ بخشنے والے روشن نور کی مدد سے۔ ت) اس بیان میں ہیں کہ بعض اوقات بعض ممنوعات میں خست ملتی ہے اس کی اجمالی تفصیل کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ نہ ہر منوع کسی نہ کسی وقت مباح ہو سکتا ہے نہ ہر تو ایسا کہ کسی نہ کسی منوع میں خستت کی قابلیت رکھتا ہے ادھراس کے متعلق بعض قواعد فقیریہ میں بظاہر تعارض معلوم ہوتا ہے،

www.alahazratnetwork.org
ایک اصل یہ ہے کہ در المفاسد اهم من جلب المصالح مفسدہ کا دفع مصلحت کی تحصیل سے زیادہ اہم ہے، حدیث ذکر کی جاتی ہے،
ترک ذرۃ ممانہی اللہ عنہ افضل من عبادة الشقیلین یہ
یہ قاعدہ مطلقاً لحاظ نہی بتاتا ہے۔

دو مضرورات تبیح المحظورات مجبوریاً ممنوع کو مباح کر دیتی ہیں۔
اقول (میں کہتا ہوں۔ ت) اس کا استنباط کریمہ فاتقہ اللہ ما استطعتم و کریمہ

لایکلف اللہ نفساً آتاؤ سعہا میں ہے لئنی مقدر بھر پر ہرگاری کرو اُنہ کسی جان پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں رکھتا۔ یہ مطلاعًا لحاظ ضرورت فرماتا ہے۔

سوم من ابتدی بیانات اختر اہونہما دوبلاؤں کا مبتداً میں ہلکی کو اختیار کرے۔ اقول (میں کہتا ہوں۔ ت) یہ کیمہ الامن اکرہ و قلبہ مطمئن بالایمان (مگر وہ شخص کہ جس پر زبردستی کی جائے جیکہ اس کا دل ایمان سے مطہن ہو۔ ت) سے مانوذ ہے یہ قاعدہ دونوں اطلاق نہیں کرتا بلکہ موازنہ چاہتا ہے۔

چہارم الفرضیزال (نقضان کو دُور کیا جاتا ہے۔ ت) ضرر مدفوع ہے۔ قال عزوجل ما جعل علیکم فی الدین من حرج (اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا) تم پر دین میں کوئی تنگی نہ رکھی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں، لا ضرر ولا ضرار۔ رواہ ابن ماجہ عن عباد
ز ضرر لومه ضرر دو۔ (ابن ماجہ نے اس کو حضرت عبادہ سے روایت کیا اور امام احمد بن عبد اللہ
و کا حمد عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم بسند حسن۔
ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے سنہ حسن کے ساتھ روایت کیا ہے۔ (ت)

ارتکابِ ممنوع بھی ضرر ہے تو یہ اصل اول سے لگاتی ہے اور اساتی ضرورت بھی ضرر ہے تو اصل دوم کے مطابق ہے۔

پنجم المشقة تجلب التيسير مشقت آسانی لاتی ہے۔ اور اسی کے معنی میں ہے ماضیاں

له الفتاویٰ ان الحکیم ٦٣/١٦

٢٠٤/٢ کشف المغافر حدیث ٢٣٩٨ دارالکتاب العلیہ بروت
الاشباء والنظراء الفن الاول القاعدة الخامسة ادارۃ القرآن کراچی ١٢٣/١

٣٠ القرآن الحکیم ١٠٦/١٦
٣٠ الاشباه والنظراء الفن الاول القاعدة الخامسة ادارۃ القرآن کراچی ١١٨/١
٥٠ القرآن الحکیم ٣٢/٨

٧٠ سنن ابن ماجہ کتاب لاحلام باب من بنی في حقه ما يضر بجاره المز ایضاً ایم سعید پیغمبری کراچی ص ۲۰۰
مسند امام احمد بن حنبل عن ابن عباس رضی اللہ عنہما المکتب الاسلامی بروت ١٠٥/١
٣٠ الاشباه والنظراء الفن الاول القاعدة الرابعة ادارۃ القرآن کراچی ١٨٩/١

امراً لا اتسع^ل (کوئی معاملہ نگ نہیں ہو اگر اس میں کشادگی رکھی گئی۔ ت) مولیٰ سبحانہ فرماتا ہے:
یوید اللہ بکم الیسر و لا یوید بکم العسر^ل۔ اللہ تھارے ساتھ آسانی چاہتا ہے اور تم پر
دشواری نہیں چاہتا۔

اس کا دائرہ ضرورت و مجبوری سے وسیع تر ہے۔

ششم ما حرم اخذہ حرم اعطاؤه^ل جس کا لینا حرام اس کا دینا بھی حرام۔
قال تعالیٰ لاتعاذنا علی الاثم والعدوان۔ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛) گناہ اور حد سے بڑھنے
پر ایک دوسرا کی مدد نہ کرو۔

سیفتم انما الاعمال بالنيات و انما
لکل امرئ مانوی^ل۔
قال عذر و جل،

یا يهـا الـذـيـنـ أـمـنـواـعـلـیـکـ اـنـفـسـکـمـ لـاـيـضـوـکـ
مـنـ ضـلـ اـذـاـهـتـدـیـمـ^ل۔
هم دیکھتے ہیں جج میں برتے ہیں اور اس سے جج منوع نہیں ہو جاتا،
تجارتوں پر صد بساں سے تمام دنیا میں ٹکس اور چنگیاں میں اس سے تجارت بند نہیں کی جاتی یہ قاعدہ
ہفتم کے موافق ہے لیکن سود کا لینا دینا دونوں حرام۔ حدیث صحیح میں دونوں پر لعنت فرمائی، دوسری
حدیث میں ارشاد ہوا:

الراشی والمرشی کلاهمما ف الناس^ل۔ رشوت دینے اور لینے والا دونوں جہنم میں ہیں۔
یہ قاعدہ ششم کے مطابق ہے لہذا بقدر وسعت اُن مواقع واماکن کا بیان چاہئے جہاں رخصت

لہ الاشباه والنثار الفن الاول القاعدة الرابعة ۱/۱۴ سے القرآن الکریم ۲/۱۸۵
لہ الاشباه والنثار الفن الاول القاعدة الرابعة عشر ادارۃ القرآن کراچی ۱/۱۸۹
کے القرآن الکریم ۵/۲

۱/ هیصحیح البخاری باب کیف کان بد الوجی الخ قدمی کتب خانہ کراچی ۱۰۵/۵

۱/۱۳ موسسۃ الرسالہ بیروت کنز العمال بحوالی طبع ص حدیث ۱۵۰ موسسۃ الرسالہ بیروت
۱/۱۸۰/۳ مصطفیٰ ابابی مصر الترمذی والترمذی ترمذی الراشی والمرشی

ملتی ہے اور جہاں نہیں کہ ان قواعد کے موارد واضح ہوں نیز مسائل کثیرہ و مباحثہ غیرہ باذن تعالیٰ روشن ولائے ہوں نیز اس شریعت مطہرہ کی رحمتیں اور اس کا اعتدال اور برخلاف شرائع ہیود و نصاری سختی و زرمی محض سے انفصل ظاہر ہو و بالله التوفیق (اللہ تعالیٰ ہی کے کرم سے توفیق حاصل ہوتی ہے۔ ت) علماء فرماتے ہیں، مراتب پانچ ہیں:

(۱) ضرورت (۲) حاجت (۳) منفعت (۴) زینت (۵) فضول

امام محقق علی الاطلاق نے اسے اقسام اکل میں دکھایا اور ضرورت یہ بتائی کہ بے اس کے ہلاک یا قریب ہلاک ہو۔ اور حاجت یہ کہ حرج و مشقت میں پڑے۔ باقیوں کی تعریف نہ فرمائی مثال بتائی۔ منفعت گیہوں کی روٹی بکری کا گوشت۔ زینت حلوا، مٹھائی۔ فضول طعام شبہ ہرام و نقلہ فی غم العیوب من قاعدة الفدریزال واقصر علیہ (غزی عیون میں اُسے اس قاعدے سے نقل فرمایا کہ نقصان دُور کیا جائے، اور اسی پر اکتفا کیا۔ ت) فقیر بقدر فهم کلام عام کرے فاقول (پس میں کہتا ہوں) پانچ ہیزیں ہیں جن کے حفظ کو اقاومت شرائع الہیہ ہے دین و عقل و نسب و نفس و مال عیش محض کے سوا تمام افعال انہیں میں دورہ کرتے ہیں اب اگر فعل (کہ ترک معنی کفت کو کہ وہی مقدوہ و زیر تکلیف ہے نہ کہ معنی عدم کھافی الغمن وغیرہ بھی شامل) اگر ان میں کسی کا موقف علیہ ہے کہ بے اس کے یہ فوت یا قریب فوت ہو، تو یہ مرتبہ ضرورت ہے جیسے دین کے لئے تعلم ایمانیات و فالض عین، عقل و نسب کے لئے ترک خروزنا، نفس کے لئے اکل و شرب بقدر قیام بنیہ، مال کئے کسب و دفع غصب و امثال ذلک اور اگر وقت نہیں مگر ترک میں لمحہ مشقت و ضرر و حرج ہے تو حاجت جیسے معیشت کے لئے چراغ کہ موقف علیہ نہیں ابتدائے زمانہ رسالت علی صاحبہ افضل الصلة والتحیۃ (صاحب رسالت پر عده درود اور شنا ہو۔ ت) میں ان مبارک مقدس کاشافوں میں چراغ نہ ہوتا۔ اُم المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، والبیوت یو مئذ لیس فيها مصابیح۔ رواہ گھروں میں ان دنوں چراغ نہیں ہوتے تھے۔ بخاری و مسلم نے اسے روایت کیا۔ (ت)

مگر عامہ کے لئے گھر میں بالکل روشنی نہ ہونا ضرور باعث مشقت و خرج ہے، اور اگر یہ بھی نہ ہو مگر حصول مفید ہے نفس فائدہ مقصودہ اس سے حاصل ہوتا ہے تو منفعت جیسے مکان کے ہر دالان میں ایک چراغ، اور اگر فائدہ مقصودہ کی تحصیل اس پر نہیں بلکہ ایک امر زائد زیب وزیباش بقدر اعتماد کے لئے ہے تو زینت جیسے چراغ کی جگہ فانوس، اور اگر اس سے اتنا فائدہ بھی نہیں یا اس میں افسراط اور خروج عن الحد ہے تو فضول جیسے بے کسی نیت محمودہ کے گھر میں چراغاں۔ اب مواضع ضرورت کا استثناء تو بدیہی جس کے لئے اصل دوم کافی اور اس کی فروع معروف مشہور اور استقصا سے بعد مجبور، مثلاً حکم ہو کر نماز نہ پڑھ کے بیٹھ کر پڑھے ورنہ لیٹ کر ورنہ اشارہ سے الی غیر ذلك حالاً یخفي (ان کے علاوہ باقی صورتیں جو کسی سے پوشیدہ نہیں۔ ت) اس کے لئے تمام ممنوعات کہ کسی حال میں قابلِ اباحت یا تحمل رخصت ہوں مباح یا مرخص ہو جاتے ہیں نہ مثل زنا و قتل ناحن مسلم کہ کسی شدید سے شدید ضرورت کے لئے بھی مرخص نہیں ہو سکتے، یہاں تک کہ اگر صحیح خوف قتل کے سبب بھی ان پر اقدام کرے کا مجرم ہو گا حکم ہے کہ باز رہے اگرچہ قتل ہو جائے، اگر بار اگیا اجر پاپے گا کہاں تصواعلیہ اصول و فروع (جیسا کہ اصول و فروع کے لحاظ سے المزکوم نے اس کی تصریح فرمائی۔ ت) پھر اپنی ضرورت تو ضرورت ہے ہی دوسرے مسلم کی ضرورت کا بھی لحاظ فرمایا گی ہے، مثلاً،

(۱) دریا کے کنارے نماز پڑھتا ہے اور کوئی شخص ڈوبنے لگا اور یہ بچا سکتا ہے لازم ہے کہ نیت توڑے اور اسے بچائے، حالانکہ ابطال عمل حرام تھا،
قال تعالیٰ لَا تبطلو اعمالکم یه اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے ایمان والو! اپنے اعمال کو باطل نہ کیوں کرو۔ (ت)

(۲) نماز کا وقت تنگ ہے ڈوبتے کو بچانے میں نکل جائے گا، بچائے، اور نماز قضاہ پڑھے، اگرچہ قصداً قضاہ ناجرام تھا۔

(۳) نماز کا وقت جاتا ہے اور قابلہ اگر نماز میں مشغول ہو بچے پر ضائع ہونے کا اندازہ ہے نماز کی تاخیر کرے۔

(۴) نماز پڑھتا ہے اور اندھا کنوں کے قریب ہے، اگر یہ نہ بتائے وہ کنوں میں گر جائے، نیت توڑ کر بتانا واجب ہے۔ اشباع میں ہے،

شریعت کی سہولتوں کی کئی قسمیں ہیں، پانچوں قسم یہ ہے کہ تاخیر کی سہولت ہے، جیسے وہ شخص جو کسی ذمیت ہوئے کو بچائے تو اس کا اپنی نماز میں تاخیر کرنا۔

تحفیفات الشرع انواع الخامس تخفیف تاخیر کتاب خیر الصلوٰۃ عن وقتها فی حق مشتعل بالقاذغین و نحوه لیٰ روا المختار کتاب الحج میں ہے:

نماز توڑ دینا یا اس میں تاخیر کرنا جائز ہے جبکہ کسی شخص کو اپنی جان یا اپنے مال کا خطرہ ہو، یا کسی دوسرے کی جان و مال کے تباہ ہونے کا اندیشہ ہو، جیسے دایر کا بچہ کی پیدائش کے وقت ڈر یا اندھے کے کنوں میں گرنے کا خوف، یا چروں اسے کا بھیرتی سے خطرہ، یا اس قسم کے دوسرے موقع۔ اقول (میں کہتا ہوں) یہ بھی حقیقتہ اپنے نفس کی طرف راجح کریں شرعاً ان کے بچانے پر مأمور ہے۔

اگر میں کہنا بینا و چاہ است اگر خاموش نشیم گناہ است
(اگر میں یہ دیکھوں کہ اللہ حا اور کنز اہے تو اگر اس موضع پر خاموش رہوں تو گناہ ہے)
و لہذا جن کا نفقہ اس پر لازم ہے بے اُن کا بندوبست کے حج کو نہ جائے اور جن کا نفقہ اس پر نہیں اگرچہ اس کے چلے جانے سے ان کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو اس پر لحاظ لازم نہیں کہ یہ یہاں رہتا جب بھی تو انہیں نفقہ دینے کا شرعاً مأمور نہ تھا۔ پھر عالمگیر یہ میں ہے،

اگر اس کی بیوی اور بچے یا اُن کے علاوہ دوسرے افراد کفہ کہ جن کا خرچہ اس پر لازم ہے، اگر یہ حج کے لئے جائے اور یہ سب اس کے جلنے کو پسند نہ کریں اور اُسے اُن کے ضائع ہونے کا اندیشہ نہ ہو تو پھر اس صورت میں اُس کے جانے میں کوئی حرج نہیں اور جن لوگوں کا خرچہ کرہت خروجہ (ای للحج) ناجوته د اولادہ او من سواهم ممن تلزمہ نفقة و هو لا يخاف الفسحة عليهم فلاباس بات يخرج و من لاتلزمہ نفقة لوكات حاضرا فلاباس بالخرر و مع كراحته و افن

کان يخاف الضيغة عليهم۔ اس پر لازم نہیں، اگر یہ موجود ہو تو ناپسندیدگی کے باوجود اس کے باہر بیانے میں کوئی عرض نہیں، اگرچہ اس کے خاتمہ ہونے کا خدشہ ہو۔ (ت)
اور زینت و فضول کے لئے کسی منزوع شرعی کی اصلاح رخصت نہ ہو سکنا بھی ایصال ہے غنی
جس پر اصل اول بدرجہ اولیٰ دلیل وافی ورز حکام معاذ اللہ ہو ائے نفس کا یا زیکر ہو جب یہیں،
اقول یوہیں مجرم منفعت کے لئے کوہا اصل مدلول اصل اول اور اس پر کتب معمودہ میں فروع
کثیرہ دال:

(۱) حقنة بضرورت مرض جائز ہے اور منفعت ظاہرو مشائقت جائع کے لئے ناجائز ہے۔
رد المحتار میں ذخیرہ امام اجل برہان الدین محمود سے ہے:
یجعون الاحتفان للمرض فلو احتقن
لا لم ضرورة قابل لمنفعة ظاہرة بات
تیقوی على الجماع لا يحل عندنا اع۹
بیمار کے لئے حقنة کرنے کی اجازت ہے اگر اس
لئے بغیر ضرورت حقنة لیا کسی ظاہری فائدہ کے لئے،
مشائقت اس کے لئے کہ جائع پر قوی ہو تو ہمارے لئے
یہ حلال نہیں احمد۔ (ت)

اس پر حواشی فقیر میں ہے:

اقول هذا ظاہراً إذا كان معه
من القوة ما يقدر به على إداة حق
المرأة في الديانة وتحصين
فرجها [اما اذا] عجز عن ذلك فهذا يعد
ضرورة ظاہر لا لانه بسبب
منك انت يطلقبها فتنكم من شاءت
فات الواجب عليه احد امريرت
امساك بمعرفة او تسریح باحسان
فان عجز عن الاول لم یعجز عن

الآخر نعم المعهود في الهند ان النساء يتغيرن بالزوج الثاني تغيراً شديداً لكن هذا من قبلهن بجهدهن ليس عليه فيه اخذ فليست أصل انتهى ما كتبت عليه.

اس پر دو باتوں میں سے ایک واجب ہے، یا بھلائی کے ساتھ روک رکھنا یا احسان کرتے ہوئے چھوڑ دینا۔ اگر یہ سیلی بات سے عاجز ہو گیا تو دوسری سے عاجز نہیں۔ ہاں البتہ ہندوستان میں مشور و متعارف یہ ہے کہ جو زین دوسرا ناخج کرنے سے سخت عار محسوس کرنی ہیں۔ لیکن یہ پابندی ہو تو کی طرف سے عائد کردہ ہے اُن کی ناٹھی کی وجہ سے۔ اس میں اُسکی پر کوئی گرفت نہیں۔ اس باب میں غور و فکر کرنا چاہئے۔ یہ آخر عبارت ہے جو میں نے اس کے حاشیہ میں لکھی۔ (ت)

(۲) حلال کام میں نہیں روپر یہ مہینہ پاتا ہے اور نصرانی ناقوس بجانے پر ڈیڑھ سور و پے ماہر اور دیں گے، اس منفعت کے لئے یہ نوکری جائز نہیں۔

(۳) یہیں بھی کئی شیرہ نکالنے کی۔ فتاویٰ امام اجل قاضی خان میں ہے:

ایک آدمی عیسائیوں کے ہاں بھل بیجانے کی نوکری سرجل أجر نفسه من النصارى لضرب اختیار کرتا ہے کہ اُسے ہر دن اس کام پر پانچ درهم میں گے لیکن اگر کوئی دوسرا جائز کام کرے تو اس پر دو مرے ایک درهم ملے گا، امام ابراهیم بن یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ لا ینبغی ان یؤاجر نفسہ منهم انما علیہ ان یطلب الرزق من موضع آخر و کذا لو أجر نفسه منهم بعض العنب للخمر لأن النبي صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لعن العاصم ام۔

اس شخص کا جو شراب بنانے کے لئے انگور نچوڑنے کی ملازمت کرتا ہے، اس لئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس باب میں جن بد نصیبوں پر لعنت فرمائی ان میں انگور نچوڑنے والا بھی شامل ہے (عبارت مکمل ہو گئی)۔ (ت)

اقول (میں کہتا ہوں) لا ینبغی یہاں معنی اقول ولا ینبغی ههنا بمعنى لا یجوز

بدیل قولہ علیہ "فانہ لا یحاب و بدیل لایجوز ہے، یعنی اس کے لئے یہ جائز ہی نہیں، تشبیہ فی الحکم بما صح علیه اللعن۔ اور اس کی دلیل مصنف کا یہ قول "علیہ" ہے کیونکہ لفظ علی ایجاد کے لئے آتا ہے اور اس دلیل سے کہ مصنف نے اس مسئلے کو حکم میں اس سے تشبیہ دی کہ اس پر لعنت صحیح ہے۔ (ت)

(۳ و ۵) موجی کو نجی وغیرہ فاسقات و ضع کا جو مانے یاد رزی کو ایسی وضع کے کپڑے سینے پر کتنی بھی اجرت ملے ابجازت نہیں، کہ معصیت پر اعانت ہے۔ خانہ میں مصل عبارت مذکورہ ہے : وکذا الاسکاف والخیاط اذا استوجر على خيطة شی من زی الفساق ويعطی له في ذلك کثیر اجر لا يستحب له ان يعمل لانه اعانت علی المعصیۃ اه - اقول ولا يستحب ههنا للنھی لاجل التبیہ المذکورہ و بدیل الدلیل فی المخانیة مسئلۃ الطبل لا یجوز لانه اعانت علی المعصیۃ و فی اوائل شهادات الهندیۃ عن المحيط الاعانۃ علی المعاصی من جملۃ البکاریۃ فاؤی قاضی خان میں طبلہ بجائے کے متعلق ہے کہ جائز نہیں اس لئے کہ یہ گناہ پر امداد دینا ہے اور فتاوی عالمگیری کی بحث "اویل شہادات" میں محض سے نقل کی کہ گناہ کے کاموں میں کسی کی امداد کرنا کبیرہ گناہوں میں شامل ہے۔ (ت)

(۶) لکڑی جنگل سے مفت مل سکتی ہے اور ایک شخص لینے نہیں دیتا جب تک اسے رشوت نہ دو، دینا حرام۔ بحر الرائق میں ہے :

و فی القنیۃ قبیل التحریۃ الظلمة القنیۃ کی بحث تحری کے متعلق ہے کہ جائز اپنے یہ مسئلہ مذکورہ بہ تمدن الناس من الاحتطاب من کہ ظالم لوگ چراگاہ سے لوگوں کو مکریاں نہیں

لے فتاوی قاضی خان کتاب الحظرۃ الاباتۃ فصل فی لنظر المس توکشور رکھنو ۳/۸۰، لہ فتاوی قاضی خان کتاب الحظرۃ الاباتۃ فصل فی التسبیح والتلہم از توکشور رکھنو ۳/۶۹، لہ فتاوی ہندیہ کتاب الشہادات اباب الاول فورانی کتب خانہ پشاور ۳/۲۵۱

المردج الابدفع شئ اليهم فالدفع والاخذ
حرام لانه من شوئے۔

لأنه دیتے جب تک کہ انھیں کچھ نہ دے۔ اور
دینا اور لینا دونوں حرام ہیں اس لئے کہ یہ
رشوت ہے۔ (ت)

(ع) کعبہ عظیمہ کی داخلی کس درجہ منفعت عظیمہ ہے مگر بے لئے دیتے نہ کرنے دیں تو جائز نہیں کہ
اس پر لینا حرام ہے تو دینا بھی حرام، اور حرام محض منفعت کے لئے حلال نہیں ہو سکتا۔ رہ المحتار میں ہے،
شرح باب میں ہے اُس شخص کو اجرت دینا حرام
ہے جو کسی کو کعبہ شریف کے اندر لے جائے، یا وہ
مقام ابراء معلیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کرنے
کا رادہ کرے۔ اسی سلسلہ میں تمام عسلماء کا
اتفاق ہے۔ علمائے اسلام اور ائمۃ ائمۃ ائمۃ میں سے
کسی کا اختلاف نہیں، جیسا کہ ”بحیراتی“ وغیرہ
میں اس کی تصریح کی گئی اور اہل علم نے یہ
تصریح فرمائی کہ جس چیز کا لینا حرام اس چیز کا دوسرا کو دینا بھی حرام ہے۔ مگریہ کہ خاص مجبوری ہو۔
اور یہاں کوئی مجبوری نہیں۔ کیونکہ کعبہ شریف کے اندر داخل ہونا احکام حج میں سے نہیں احمد (ت)
اُس پڑھا شی قیقر میں ہے،

في شرح اللباب ويحرم أخذ الأجرة لمن
يدخل البيت أو يقصد زياره مقام ابراهيم
عليه الصلوٰۃ والسلام بلا خلاف بين علماء
الاسلام وامة الانعام كما صرخ به في البحر
وغيره اهـ وقد صرحاً با أن ما حرم أخذـه
حزم دفعه إلا لضرورة ولا ضرورة هنـه
لان دخول البيت ليس من مناسك الحجـةـ

www.alahazratnetwork.org

اور یہ اس بناء پر بذاته واجب بھی نہیں تو
پھر سحب ادا کرنے کے لئے اجرت دینے کا
ارتکاب جھالت ہے بلکہ لزوم حرام کے ساتھ
استحباب کیسے ہو سکتا ہے۔ اور جو کچھ امام عظم
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں
نے اپنے مال کا کچھ حصہ خادمانِ کعبہ کے لئے
خرچ کیا تاکہ خانہ کعبہ میں رات گزاریں اور وہاں

ولا هو واجب نفسـه فـمن الجـهل
أـن تـکـابـهـ لـاتـيـانـ مـسـتـحـبـ بـلـ
إـيـنـ الـاسـتـحـبـابـ مـعـ لـزـومـ
الـحرـامـ وـمـاعـنـ الـإـمـامـ رـضـيـ اللـهـ
تـعـالـىـ عـنـهـ صـنـتـ بـذـلـهـ شـطـرـ
مـالـهـ لـلـسـدـنـةـ لـيـبـيـتـ لـيـلـةـ
فـالـكـعـبـةـ الشـرـيـفـةـ

اجازت نامہ لے کر جانا چاہئے لیکن والدین اس سے وہاں جانے کو ناپسند کریں۔ اگر معاملہ پر امن ہو، اس میں کوئی خطرہ اور زندگی شہر نہ ہو، اور وہ وعدہ وفا کرتے ہوں اور اس وصف میں مشہور و معروف ہوں، اور اس کا بھی وہاں جانے میں فائدہ ہو تو پھر اس صورت میں والدین کا حکم نہ مانتے میں کوئی حرج نہیں اहم (یہاں دیکھئے) حصول فائدہ کے لئے والدین کی تافرمانی کو جائز اور مباح قرار دیا گیا اقول (میں کہتا ہوں) وابسب ہے کہ اس سے وہ صورت مراد ہو کہ جیس میں والدین کا اُسے روکنا محض محبت اور شفقت کے طور پر ہو اور اس کی جدائی کا ناپسند ہونا غیر لائقی ہو، یہی وجہ ہے کہ فقہاء نے حسن و حرج کو امن اور وہاں کے لوگوں کا وقاویار ہونے میں مشہور و معروف ہونے پر مسلکہ کو فرض کیا یہاں تک کہ اُسے اس معاملہ میں کوئی خوف و خطرہ نہ ہو، لیکن اگر خطرہ و اندیشہ ہو تو پھر والدین کی اجازت بغیر اس کا باہر جانا اور سفر کرنا جائز نہیں، اس لئے کہ دری صورت اُن کی کنجی لائقی ہو گی۔ پھر ازیں بعد دو کتابوں میں ذکور ہے اگر کار و بار کے لئے دشمن کے ملک میں اسلامی فوج کے ساتھ باہر جائے تو کسی اسلامی فوج کے ساتھ باہر جائے تو والدین یا ان میں سے کوئی یہک اس جانے کو ناپسند

باماں فکرها (ای الابوان) خروجہ
فان کات امرا یخاف علیه منه
وکانو اقو ما یوفون بالعهد یعرفوت
بذلك ولده ف ذلك منفعة فلا باس
بات یعصیهمَا اه فقد ابیح عصیانہما
للمنفعة أقول يجب انت یسراد
به ما اذا کات نهیهم المجرد
محبة وکراهة فراقہ غیر
جامن مولدا فرضوا خروجہ
باماں وکونہم معرفت
بالوفاء حق لا یخاف علیه
منهاما اذا خیف لم یحل له
الخروج بغير اذنهما لاست
نهیهم اذا ذلت یکوت نهی جزم
فق الكتابین بعدہ و انکات
یخرج ف تجارة ارض العدو
مع عسكرمن۔ عساکر
المسلمین فکره ذلك ابواه او
احدهما فات کات ذلك
العسكر عظیما لا یخاف علیهم
من العدو باکبر الرأی فلا
باس بات یخرج ذات کات
یخاف على العسكر من العدو

ریں۔ پس اگر یہ شکر عظیم ہو کہ ان کی موجودگی میں غالب رائے کے مطابق دشمن سے کوئی خطرہ اور رکھنے کا نہ ہو تو پھر اس صورت میں اس کے باہر جانے میں کچھ حرج نہیں، لیکن اگر یہ شکر اسلام کو غالب رائے کے مطابق دشمن سے نقصان پہنچنے کا نہ یہ و خطرہ ہو تو پھر والدین کی اجازت کے بغیر ز جائے اور اسی طرح اگر فوجی دستہ یا لگھڑ سواروں کا رسالہ ہو تو بغیر اجازت والدین باہر ز جائے کیونکہ فوجی دستوں میں غالب ہلاکت ہو اکرنی ہے اس، پھر اس کو "عصیان" کہنا بجا طرف صورت ہے۔ یکاتم دیکھتے تھیں کہ شرعی غیر جائز نہی ارشادی کے باوجود بندے کو اپنے نفس کا اختیار ہوتا ہے، پھر جب والدین کی کوئی بھی ایسی ہے تو کیسے نہ ہو کہ اگر یہ مراد نہ ہو تو پھر ان کا "عصیان" دنیاوی مالی فائدے کے لئے کیسے جائز ہو گا۔ یہ ہمارے حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمایا ہے میں آپنے والدین کی نافرمانی نہ کرو اگرچہ وہ تھیں اہل و عیال اور مالے الگ ہونے کا حکم دیں۔ امام احمد نے ہمارے اصولوں کے مطابق سنیدھن کے ساتھ اس کو روایت فرمایا، اور امام طبرانی نے لمجم اکبر میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے اس کو روایت فرمایا۔ اور اس کے الفاظ "او سط طبرانی میں

بغالب الرأى لا يخرج بغير اذنهما و
كذلك ان كانت سرية او جريدة المخيل
لا يخرج الا باذنهما لان الغالب هو الهاك
في السرايا اعف فتميته عصيانا بحسب
الصورة الاخرى ان العبد بسبيل من
خيره نفسه في نهي الشيع الارشادي
الغير الجائز فكيف بنهي الا بوبين كذلك
لولم يريد ذلك فكيف يحل عصيانا نهما المتفعة
مالية وهذا انبينا اصلى الله تعالى عليه وسلم
قايلا ولا تعقى والديك وات امراءك
ان تخرج من اهلك ومالك رواه احمد
بسند صحيح على اصولها والطبراني في
الكبير عن معاذ بن جبل رضي الله تعالى
عنه ولفظه في او سط الطبراني اطعم
والديك وات اخر جاك من مالك ومن
كل شئ هولك فافهم وثبت بالتبه
فليس الفقه الا بالتفقه ولا تفقه الا
بتوفيق.

-
- | | | |
|-------|--|--|
| ۱۸۹/۲ | نورانی کتب خانہ پشاور | نہ فتاویٰ ہندیہ کتاب السیر اباب الاول |
| ۳۶۶/۵ | " کتاب انکراہیۃ اباب السادس والعشرون " | " کتاب انکراہیۃ ابباب الاول |
| ۲۳۸/۵ | دار الفکر بیروت | ۲ مسند امام احمد بن حنبل ترجمہ معاذ رضی اللہ عنہ |
| ۴۶۰/۸ | مکتبۃ المعارف الیاض | ۳ ملجم الاوسط للطبرانی |
- حیثیت ۹۵۲

یہیں : (اے شفیع !) اپنے والدین کی اطاعت کیجئے اگرچہ وہ تمہیں تھمارے مال اور تھاری ہر ملکوں کے شے سے تمہیں الگ اور بر طرف کر دیں ؟ اس کو خوب سمجھ لیجئے ، اور ہوشیاری سے ثابت قدم رہے کیونکہ فقیر بغير کچھ نہیں ہو سکتی اور سمجھ بوجو حصول تو فتن کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ ت (رسالتہ جلی النصر فی ایکن الرخص ختم شد)

۴۹ مسلم مسولہ عبد الرحمٰن صاحب دکان محمد عمر صاحب عطاء محلہ پارٹ ناہ لکھنا

حضرت قام علام صداقت قیم در ورق سنت سنت اسلام علیکم در حمد اللہ و برکاتہ !

(۱) جانب کا کیا ارشاد ہے اس مسئلہ میں کہ زید نے موذن مسجد کی اذان کے ساتھ تمہری یعنی لفظ حی علی الصلوٰة سُن کر یوں مفعکہ اڑایا "بھیا لھٹھ چلا۔ آیا زید کے لئے حکم ارتاد و سقوط انکا حثایت ہوا یا نہیں ، اور زید کا نکاح ٹھانیا یا نہیں ؟ اس کی منکوحہ اس پر حرام ہوتی یا نہیں ؟ اور بغیر دوبارہ نکاح میں لا اسے ہوئے وطی کرنا حرام اور زنا کاری ہے یا نہیں ؟ اور بعد علم اگر منکوحہ زید نہ مانے اور سہبستری ہوتی رہے تو منکوحہ زید پر بھی شرعاً جرم زنا عائد ہو گایا یا نہیں ؟

(۲) زید نے ایک مرتبہ شعار اسلامیہ دار بھی کے متعلق کہا کہ میں دار بھی نہیں رکھوں گا مجھے ان خداش پر بھی کی ضرورت نہیں۔ بی بھی دن کے ساتھ استہزا اور موجہہ دوت و سقوط انکا حثایت ہے یا نہیں ؟ اور زید کا عذر کہ ہم کو مسئلہ معلوم نہ تھا لہذا اہمara نکاح باقی ہے ، شریعت میں مقبول ہے یا نہیں ؟ بیان توجہ دوا (بیان فرماؤ تاکہ اجر و ثواب پاؤ۔ ت)

اجواب

(۱) اذان سے استہزا اور ضرور کفر ہے اگر اذان ہی سے اُس نے استہزا کیا تو بلاشبہ کافر ہوگی ، اس کی عورت اس کے نکاح سے نکل گئی ، یہ اگر پھر مسلمان ہو اور عورت اس سے نکاح کرے اُس وقت وطی حلال ہوگی ورنہ زنا ، اور عورت اگر بلہ اسلام و نکاح اس سے قربت پر راضی ہو وہ بھی زانی ہے۔ اور اگر اذان سے استہزا مخصوصاً نہ تھا بلکہ خاص اس موذن سے بایں وجہ کو وہ غلط پڑھتا ہے تو اُس حالت میں زید کو تجدید اسلام و تجدید نکاح کا حکم دیا جائے گا۔ والله تعالیٰ اعلم ۔

(۲) دار بھی کے ساتھ استہزا بھی ضرور کفر ہے ، زید کا ایمان زائل اور نکاح باطل اور عذر جمل ہوا ہے کہ اُسے نہ معلوم ہو کہ دار بھی شعار اسلام ہے ، اور شعار اسلام سے استہزا اسلام سے